حضرت مولانا حافظ محمدؒ گوندلوی

دوام حدیث

قرآن مجید میں روایت بالمعنیٰ

قرآن مجید میں بعض جگہ ایک حکم کو مخصوص الفاظ میں بیان کیا ہے مگر دوسری جگہ اس کا حوالہ دیا ہے تو اس کے الفاظ بدل دیئے ہیں صرف معنیٰ کا خیال رکھا ہے۔

۱ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ۭ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰي مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ [1]

"جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے کہ وہ ہماری آیتوں میں ایسی ویسی باتیں کر رہے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ وہ اور باتیں کرنے لگیں۔ اگر تجھے شیطان بھلا دے تو جب یاد آئے تو ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔"

دوسری جگہ جب اس آیت کا حوالہ دیا تو اس میں بعینہٖ یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ ان کا مطلب بیان کر دیا ہے چنانچہ فرمایا ہے:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ [2]

"اللہ نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہوا ہے (سورہ انعام میں) جب تم اللہ کی آیتوں کے بارے میں کفر اور ٹھٹھے کی باتیں سنو تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ اور باتیں کرنے لگیں۔

[1] انعام [2] نساء

اس آیت میں جو سورہ انعام کی آیت کا حوالہ دیا گیا ہے اس کا ذکر ان الفاظ میں نہیں کیا جو اس میں موجود ہیں بلکہ صرف اس کا مطلب بیان کر دیا ہے یہ روایت بالمعنی ہے۔

۲۔ وَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُو الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُن مَّعَ الْقَاعِدِينَ۔ [1]

"جب کسی سورت میں یہ حکم اتارا جاتا ہے کہ تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو تو غنی آدمی تجھ سے رخصت مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو بیٹھنے والوں کے ساتھ چھوڑ دو۔"

آیت میں یہ الفاظ (آمِنُوا بِاللَّهِ وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ)جو بطور حوالہ کے ذکر کیے ہیں۔ قرآن مجید میں کسی جگہ بعینہٖ موجود نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ روایت بالمعنیٰ ہے۔

۳۔ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ [2]

"کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کہا گیا کہ اپنے ہاتھ روک لو اور نماز قائم کرو۔"

اس آیت میں جو یہ الفاظ (كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ)—— ذکر کیے ہیں اور ان کا حوالہ دیا ہے قرآن مجید میں کسی جگہ موجود نہیں پس یا تو یہ حکم بذریعہ حدیث ہوگا۔ یا یہ روایت بالمعنیٰ کی صورت ہوگی۔

۴۔ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا الخ

"کہہ مجھے بذریعہ وحی اطلاع دی گئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے سنا پھر بولے کہ ہم نے عجیب قرآن سنا ہے۔"

اس سورہ کا پہلا رکوع قریب قریب سب جنوں کا کلام ہے۔ اس مقام پر روایت بالمعنی پر دو طرح سے استدلال ہو سکتا ہے۔

(الف) اس آیت میں یہ خبر دی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنوں کے قرآن سننے اور بعد میں

---

[1] توبہ [2] نساء

اس پر ایک طویل گفتگو کرنے کے متعلق بذریعہ وحی اطلاع دی گئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکایت سے پہلے آپ پر اس قسم کی وحی نازل ہوئی تھی جس میں جنوں کی یہ تمام تقریر بتلائی گئی تھی مگر قرآن مجید میں کسی دوسری جگہ جنوں کی زبان سے یہ الفاظ بعینہٖ منقول نہیں ہوئے ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ یہ الفاظ جو اس رکوع میں موجود ہیں یا تو بذریعہ حدیث معلوم کرائے گئے تھے۔ پھر بذریعہ قرآن اس ماجرا کی حکایت بیان کی گئی ہے کہ مجھے یہ باتیں بذریعہ وحی معلوم ہوئی تھیں یا یہ روایت بالمعنی ہے۔ کیونکہ دوسری جگہ سورہ احقاف میں ان باتوں کا خلاصہ جنوں کی زبانی منقول ہے۔

(ب) اس سورہ کے پہلے رکوع میں اللہ کے کلام میں جنوں کے کلام کا ذکر ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ کلامِ الٰہی تو معجزہ ہے اور جنوں کا کلام معجزہ نہیں۔ پس ضرور ہے کہ اللہ کے کلام میں جنوں کا کلام بطور روایت بالمعنٰے کے ہوگا۔

۵۔ جتنے گزشتہ واقعات جو اگلی کتابوں میں درج ہیں قرآن نے ذکر کیے ہیں۔ ان تمام میں یہی توجیہ جاری ہو سکتی ہے کہ نفس مضمون تو پہلی کتابوں میں اور قرآن میں ایک ہی ہے مگر قرآن مجید بوجہ فصاحت و بلاغت کے درجہ علیا میں ہونے وجہ سے طریق ادا میں ان سے ممتاز ہے۔ اسی واسطے قرآن مجید بلاغت میں معجز ہے اور پہلی کتابیں بلاغت میں معجز نہیں۔ پس یہ بھی روایت بالمعنٰے کی صورت ہے۔

تطہیرِ نجاسات

۵ کسی نجس کپڑے کو دیوار یا کپڑے سکھانے والی تار پر پھیلایا جائے اور پھر وہاں پاک کپڑا سکھانے کے لیے پھیلانا ہو تو دیکھ لیں کہ وہ جگہ گیلی ہے یا خشک۔ اگر گیلی ہے تو اسے دھولیں اور خشک ہے تو بغیر دھوئے بھی پاک کپڑا اس پر پھیلایا جا سکتا ہے۔ ؎